روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | جمعرات یکم جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۰ فتح ۱۳۶۹ ہش، ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۳۸

دلوں کو فتح کرنیوالی تحریریں

"دلوں کو فتح کرنے والی (حضرت بانیٔ سلسلہ کی) وہ تحریریں ہیں جہاں پاک نصیحتیں بیان ہوئی ہیں جہاں فطرت اپنے طبعی حسن کیساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔"

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدا کی صفات محبّت، رحم اور غضب کی تشریح ہم اس طور سے نہیں کر سکتے جیسا کہ انسانوں میں یہ صفات ہیں۔ انسانی حالت پر خدا تعالیٰ کا قیاس کرنا سخت غلطی ہے۔ یہ خدا تعالےٰ کا ایک وسیع نظام ہے جو اس نے اسی طرح بنایا ہے۔ اس نظام میں انسان اپنی حد سے زیادہ دست اندازی نہیں کر سکتا اور یہ مناسب نہیں کہ دقیق در دقیق مصالح خدائی میں دخل دے کر ہر بات میں ایک سوال پیدا کرلے۔ یہ عالم ایک مختصر عالم ہے۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے ایک وسیع عالم رکھا ہے جس میں اس نے ارادہ اور وعدہ کیا ہے کہ سچی اور اَبدی خوشحالی دی جاوے گی۔ ہر دُکھ جو اس جہان میں ہے اس کا تدارک اور تلافی دوسرے عالم میں کر دی جاوے گی۔ جو کمی اس جہان میں پائی جاتی ہے وہ آئندہ عالم میں پوری کر دی جاوے گی۔ باقی رہا دُکھ، درد، تکلیف، رنج و محن، یہ تو ادنیٰ و اعلیٰ کو یکساں برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ اس نظام عالم کے قیام کے واسطے لازمی اور ضروری تھے۔ اگر وسیع نظر سے دیکھا جاوے تو کوئی بھی دُکھ سے خالی نہیں۔ ہر مخلوق کو علیٰ قدر مراتب اس میں سے حصہ لینا ہی پڑتا ہے۔ البتہ کسی کو کسی رنگ میں ہے اور کسی کو کسی رنگ میں"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۴۲۹)

تقریب شادی

مکرم غلام سرور سیف صاحب ایڈووکیٹ ابن محترم مولانا غلام باری صاحب سیف کی تقریب شادی بتاریخ ۵، دسمبر ۱۹۹۰ء منعقد ہوئی۔ ۵ دسمبر ۱۹۹۰ء صبح نو بجے بارات ربوہ سے لاہور روانہ ہوئی۔ بارات کی روانگی پر محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب نے دعا کروائی۔ لاہور میں بعداز نماز ظہر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مکرم غلام سرور سیف صاحب کے نکاح کا اعلان عزیزہ بشریٰ یحییٰ صاحبہ بنت مکرم محمد یحییٰ صاحب آف نیلا گنبد لاہور کے ساتھ فرمایا۔ سہ پہر تین بجے تقریب رخصتانہ ہوئی جس میں محترم ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے دعا کروائی۔

بتاریخ ۶، دسمبر ۱۹۹۰ء ایوان محمود کے لان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں خاندان اقدس کے افراد، ناظران صدر انجمن احمدیہ، وکلاء تحریک جدید اور معززین شہر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں "جو کچھ کرنا ہے اب کرلو۔ جب موت کا وقت آتا ہے۔ تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے۔ امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو.... صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالےٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجالاؤ۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۸۸)

ذہنی اور قومی ترقی کیلئے غور و فکر کی عادت نہایت ضروری ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی ہے)

"تم ہر بات پر سوچنے کی عادت پیدا کرو۔ غور کرنے سے ہی لوگ فلاسفر اور صوفی بن جاتے ہیں۔ صوفی اور فلاسفر میں صرف یہ فرق ہے کہ صوفی مذہب اور خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والی باتوں کے متعلق غور کرتا ہے اور فلاسفر دنیا کی باتوں میں غور و فکر کرتا ہے۔ ہوتے دونوں ایک ہی ہیں۔ صوفی خدا تعالیٰ کی باتوں۔ اس کے قانون سنت۔ احکام۔ تقدیروں اور اس کے کلام پر غور کرتا ہے اور ان سے نتیجہ نکالتا ہے اور فلاسفر دنیا پر غور کرتا ہے اور ان سے نتیجہ نکالتا ہے تو وہ فلاسفر کہلاتا ہے

لیکن جب کوئی شریعت اور قانونِ شریعت پر غور کرتا ہے تو وہ صوفی کہلاتا ہے۔ لوگوں نے یونہی صوفیا کے متعلق بے ہودہ باتیں بنا لی ہیں اور کہتے ہیں صوفی وہ ہوتا ہے جو صوف کا کپڑا پہنے لیکن میں کہتا ہوں تم اس کے معنے صوف کا کپڑا پہننے والے کے لے لو یا دل صاف رکھنے والے کے لے لو بہرحال جو صوف کے کپڑے پہن لیتا ہے وہ بھی دنیا سے الگ ہو جاتا ہے اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ پس تم کوئی معنے لے لو اصل بات یہی ہے کہ جو دنیا سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنے لگ جائے وہ صوفی ہے اور جو شخص قانون قدرت پر غور کرے وہ فلاسفر ہے۔ فلاسفر کی زندگی بھی ایسی ہوتی ہے کہ وہ دنیا کی عیاشی میں بہت کم حصّہ لیتا ہے۔ حالانکہ فلاسفروں میں سے کئی ایسے بھی تھے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر تھے اور بعض ایسے بھی تھے جو کہتے تھے کہ اس دنیا سے جتنا بھی فائدہ اٹھایا جائے کم ہے آج ہی میں گھر میں قصّہ سنا رہا تھا کہ بچپن میں ہم پڑھا کرتے تھے کہ سکندر ایک جگہ دورہ کرتے ہوئے پہنچا۔ وہاں اسے ایک فلسفی دیوجانس کلبی کا پتہ لگا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ اس کی زیارت کرے چنانچہ وہ اس فلسفی کے پاس گیا وہ دھوپ سینک رہا تھا۔ سکندر نے خیال کیا کہ فلسفی اس سے خود بات کرے گا۔ اور مجھ سے جو کچھ مانگے گا میں اسے دے دوں گا

باقی صفحہ ۷ پر

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ فتح ۱۳۶۹ ہش ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء

کامیاب اور ناکام

زندگی کے آغاز سے لے کر انجام تک شاید ہی کوئی شخص ہو جسے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو۔ کبھی لاعلمی سے، کبھی اپنی غلطی سے، کبھی کسی اور کے کسی فعل سے متاثر ہو کر۔ کبھی آسمانی آفات کے نتیجہ میں۔ لیکن ناکام اور کامیاب شخص میں حقیقی فرق یہ ہے کہ ایک شخص ناکام ہوتا ہے تو دل چھوڑ بیٹھتا ہے سوچتا ہے کہ اس کا کیا فائدہ۔ کام کرتے رہو اور ناکام ہوتے رہو۔ کیوں نہ اس کام کو چھوڑ ہی دیا جائے۔ اور اس طرح وہ ناکام ہونے کا ٹیکہ اپنے ماتھے پر لگوا لیتا ہے۔ دوسرا شخص ناکام ہوتا ہے تو کہتا ہے پھر کیا ہوا میں اس کام کو دوبارہ کروں گا اور کامیاب ہو جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے وہ دوبارہ کام کرے اور پھر ناکام ہو جائے لیکن تیسری مرتبہ پھر کوشش کرتا ہے بالکل اسی طرح بچپن میں انگریزی زبان میں ایک نظم پڑھی تھی۔ کوشش کرو کوشش کرو اور پھر کوشش کرو۔ اور اس نظم میں ایک چیونٹی کی مثال دی گئی تھی کہ وہ دیوار پر چڑھ رہی تھی اور بار بار نیچے پھسل جاتی تھی بلکہ زمین پر ہی گر جاتی تھی۔ لیکن وہ بار بار چڑھتی رہی اور آخر چھت تک پہنچ گئی۔ یعنی مکمل طور پر کامیاب ہو گئی۔ یہی حال بعض لوگوں کا ہوتا ہے کہ وہ ناکام ہو کر، تھک ہار کر نہیں بیٹھ جاتے بلکہ کوشش کرتے رہتے ہیں اور ایک سنہرا دن ایسا چڑھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پس یہی بات ہے جو ناکام اور کامیاب انسانوں میں فرق کو اجاگر کرتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص یہ تہیہ کر لے کہ جو کچھ میں نے کرنا ہے ـــ اور جو کچھ کرنا ہے اس کے متعلق پہلے خوب سوچ سمجھ لیا جائے ـــ وہ میں نے بہر حال کرنا ہے ناکام ہو گیا تو پھر کروں گا۔ اور پھر کروں گا اور پھر کروں گا۔ تو یقیناً ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے اور اپنے حلقہ، احباب میں ـــ اور اس کے وسیع تر حلقہ میں بھی ـــ ایک کامیاب انسان کہلائے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں :۔

"دیکھو ایک کسان کیسی جانکاہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے مگر بعض اوقات ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساک باراں کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورے زور سے کوشش کئے جاتے ہیں اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔"

ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم کسی ناکامی سے دل برداشتہ نہ ہوں۔

بس اب غصہ کو تھوک بھی دو دنیا میں یہی کچھ ہوتا ہے
جو ہنستا ہے ضرورت سے بڑھ کر وہ آخر پھوٹ کے روتا ہے
جمہوری باتوں کا کیا ہے ہیں آج تمہارے کل ان کے
یہ پانا اور کھونا ہے عجب جو پاتا ہے وہ کھوتا ہے

ابوالاقبال

قفس اُداس ہے، میلوں کوئی صدا بھی نہیں
اِدھر سے ہو کے گزرتی کبھی صبا بھی نہیں

یہ لوگ تیرے نہیں گر تو نہ سہی نادان
نہ ہو پریشاں، تیرے ساتھ کیا خدا بھی نہیں؟

میں، اور تیری جفا کا بیان غیروں سے
میری زبان کو تو اب طاقتِ گلہ بھی نہیں

زبان چُپ ہے نگاہیں شکست خوردہ ہیں
بیانِ دل کے لئے، حرفِ مُدّعا بھی نہیں

ابھی نہ ہاتھ بڑھا، رُک ذرا ابھی گلچیں
ابھی تو غنچہ سرِ شاخِ گُل ہنسا بھی نہیں

یہ دل بھی کیا ہے مسلسل پکارتا ہے اُسے
جو ایک بار اِدھر مُڑ کے دیکھتا بھی نہیں

ھزار ترکِ تمنّا کی آرزو کی ہے
مگر یہ دل ہے مری بات مانتا بھی نہیں

یہ کِس مقام پہ لے آئی آرزو مُجھ کو
نشانِ میل تو کیا، کوئی نقشِ پا بھی نہیں

وہ میرے پاس سے یوں بے نیاز سے گزرے
کہ جیسے مجھ سے اُنہیں کوئی واسطہ بھی نہیں

منیرہ ظُلمتِ غم چھا گئی ہے کچھ ایسے
شبِ فراق، کوئی آس کا دیا بھی نہیں

سیدہ منیرہ ظہور

مستحق یتامیٰ کے بارے میں ایک ضروری اعلان

حضور کے ارشاد کے تحت ربوہ میں ایک ادارہ دارالاکرام کے نام سے کھولا جا رہا ہے۔ اس کی عمارت بفضلہ تعالیٰ بیوت الحمد کے ساتھ تیار ہو چکی ہے۔

اس ادارہ میں ایسے مستحق یتامیٰ داخل کئے جاسکیں گے جن کی تعلیم و تربیت کا فریضہ کسی طور بھی انفرادی سطح پر ناممکن ہو اور جماعتی تربیت کے تحت اُن کی پرورش اور تعلیم مقصود ہو۔

اگر آپ کے حلقہ میں کوئی ایسا مستحق یتیم طالب علم ہو جس کے لئے اس مرکزی بورڈنگ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا مفید اور مناسب اور ضروری ہو تو ایسے یتامیٰ کے مکمل کوائف مقامی انتظام جماعت کی تصدیق اور امارت کی سفارش کے ساتھ مرکز کو بھجوائیں۔

امراء اضلاع سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ امارت میں تفصیلی جائزہ لے کر ایسے بچوں کے مکمل کوائف اپنی تصدیق اور سفارش کے ساتھ مرکز کو ارسال کریں۔

(سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی c/o دار الضیافت ربوہ ضلع جھنگ)

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) (اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل فرماتا رہے) کے زمانہ میں صدر انجمن احمدیہ کے اجلاس میں جب مختلف معاملات پر بحث ہوتی تو بسا اوقات خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب ایک طرف ہوتے اور بعض دوسرے دوست دوسری طرف۔ ان میں سے شیخ رحمت اللہ صاحب مولوی محمد احسن صاحب امروہوی سے عمر میں صرف چار پانچ سال چھوٹے تھے۔ مگر میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ جب آپس میں کسی بات پر بحث شروع ہو جاتی تو مولوی محمد احسن صاحب امروہوی شیخ رحمت اللہ صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم تو ابھی کل کے بچے ہو تمہیں کیا پتہ کہ معاملات کو کس طرح طے کیا جاتا ہے۔ میرا تجربہ تم سے زیادہ ہے۔ اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہی درست ہے حالانکہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی اور شیخ رحمت اللہ صاحب کی عمر میں صرف چار پانچ سال کا فرق تھا مگر چار پانچ سال کے تفاوت سے ہی انسان خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ مجھے اس بات کا حق حاصل ہے کہ دوسروں پر حکومت کروں۔ مجھے حق حاصل ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کا سبق دوں اور انکا فرض ہے کہ میری اطاعت کریں اور جو کچھ میں کہوں اسکے مطابق عمل بجا لائیں پس ایسی صورت میں اگر کوئی نوجوان کسی بوڑھے کو نصیحت کرے گا تو یہ صاف بات ہے کہ بجائے نصیحت پر غور کرنے کے اسکے دل میں غصہ پیدا ہوگا کہ یہ نوجوان مجھے نصیحت کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔ اسطرح بجائے بات کو ماننے کے وہ اور بھی بگڑ جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ ایک انسان بچہ کے منہ سے بھی نصیحت کی بات سن کر سبق حاصل کر لیتا ہے۔ مگر ایسا شاذ و نادر کے طور پر ہوتا ہے اسی طرح بعض دفعہ ایک نوجوان کے منہ سے کوئی بات سُن کر ایک بوڑھا بھی سبق حاصل کر سکتا ہے۔ مگر ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے۔ عمر کے تفاوت کے ماتحت چاہے ایک بڑی عمر والا بیوقوف ہی کیوں نہ ہو وہ یہی سمجھتا ہے کہ میرا حق ہے کہ میری بات کو مانا جائے۔ کیونکہ میں بڑی عمر کا ہوں دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مجھے نصیحت کرے یا مجھے کسی نقص کی طرف اصلاح کی توجہ دلائے۔ یہی حکمت ہے جسکے ماتحت میں نے انصار اللہ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ تین الگ الگ جماعتیں قائم کی ہیں۔ تاکہ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی نقل کا مادہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ پیدا ہو۔ بچے بچوں کی نقل کریں۔ نوجوان نوجوانوں کی نقل کریں اور بوڑھے بوڑھوں کی نقل کریں

جب بچے اور نوجوان اور بوڑھے سب اپنی اپنی جگہ پر یہ دیکھیں گے کہ ہمارے ہم عمر دین کے متعلق رغبت رکھتے ہیں وہ دینِ حق کی اشاعت کی کوشش کرتے ہیں وہ دینِ حق کے مسائل کو سیکھنے اور ان کو دنیا میں پھیلانے میں مشغول ہیں وہ نیک کاموں کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیتے ہیں تو انکے دلوں میں شوق پیدا ہوگا کہ ہم بھی ان نیک کاموں میں حصہ لیں۔ اور اپنے ہم عمروں میں نیکی کے کاموں میں آگے نکلنے کی کوشش کریں۔

دوسرے وہ جو رقابت کیوجہ سے عام طور پر دلوں میں غصہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی پیدا نہیں ہوگا۔ جب بوڑھا بوڑھے کو نصیحت کرے گا۔ نوجوان نوجوانوں کو نصیحت کرے گا اور بچہ بچے کو نصیحت کرے گا تو کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ مجھے کوئی ایسا شخص نصیحت کر رہا ہے جو عمر میں مجھ سے چھوٹا یا عمر میں مجھ سے بڑا ہے۔ وہ سمجھے گا کہ میرا ایک ہم عمر جو میرے جیسے خیالات اور میرے جیسے جذبات اپنے اندر رکھتا ہے مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے اور اس وجہ سے اسکے دل پہ نصیحت کا خاص طور پر اثر ہوگا اور وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ مگر یہ تغیر اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب جماعت میں یہ نظام پورے طور پر رائج ہو جائے۔ اور کوئی بچہ کوئی نوجوان اور کوئی بوڑھا ایسا نہ رہے جو اس نظام میں شامل نہ ہو۔ اگر جماعت کے چند بوڑھے اس مقصد کے لیئے اکٹھے ہو جاتے ہیں اگر جماعت کے چند نوجوان اس نظام کو جاری کرنے کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اگر جماعت کے چند بچے اس امر کی اہمیت کو سمجھ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان چند نوجوانوں چند بوڑھوں اور چند بچوں کیوجہ سے اس نظام کے وسیع اثرات ظاہر نہیں ہو سکتے اور نہ اسکے نتیجے میں ساری دنیا میں بیداری پیدا ہو سکتی ہے۔ ساری دنیا میں اس تحریک کو قائم کرنے۔ ساری دنیا کو بیدار کرنے اور ساری دنیا کو اس نظام کے اندر لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان اپنے آپ کو اس قدر منظم کر لیں کہ وہ یقینی اور حتمی طور پر کہہ سکیں کہ ہم نے اپنی اندرونی تنظیم کا کام اسکے تمام پہلوؤں کے لحاظ سے پوری خوش اسلوبی کے ساتھ ختم کر لیا ہے۔ اسی لیئے اسی طرح بچے اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کی مدد سے اس قدر منظم کر لیں کہ تنظیم کا کوئی پہلو ناقص نہ رہے اور انکا اندرونی نظام ہر جہت سے مکمل ہو جائے یہی حال انصار اللہ کا ہو کہ وہ اپنے آپ کو اسقدر منظم کر لیں۔ اسطرح ایک نظام میں اپنے آپ کو منسلک کر لیں کہ وہ مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر سکیں کہ ہم نے اپنی اندرونی تنظیم پورے طور پر مکمل کر لی ہے۔ اب ہم میں اس تنظیم کے لحاظ سے کسی قسم کی خامی اور نقص باقی نہیں رہا۔ جب خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ تینوں اپنے آپ کو اس رنگ میں منظم کر لیں گے اور اپنی اندرونی خامیوں کو کلیتہً دور کر دیں گے تب وہ اس قابل ہو سکیں گے کہ دوسروں کی اصلاح کریں۔ اور تب دنیا مجبور ہوگی کہ کہ انکی باتوں کو سُنیں اور ان پر غور کریں۔

حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۹ء کو فرمایا:

احباب کو معلوم ہوگا کہ میں نے مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت خود سنبھال لی ہے۔ میں نے یہ قدم اسلیئے اٹھایا ہے کہ نوجوانوں کو زیادہ تر دین کی طرف مائل کیا جائے۔ جہاں تک تنظیم اور حفاظت مرکز کا تعلق ہے۔ خدام الاحمدیہ نے اچھا کام کیا ہے۔ لیکن اسکے قیام کی غرض یعنی نوجوانوں میں صحیح دینی روح پیدا کی جائے پوری نہیں ہوئی حقیقت یہ ہے روحانی جماعتوں کا اوڑھنا بچھونا سب روحانی ہوتا ہے۔ اس میں کوتاہی ہو جائے۔ تو اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے اس وجہ سے صدارت میں نے خود سنبھال لی ہے تاکہ میں خود براہِ راست ان کی نگرانی کر سکوں۔

حضور نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ بڑی عمر والوں کو اپنے فرائض محسوس کرتے ہوئے خدام الاحمدیہ کے کاموں میں دلچسپی لینی چاہیئے۔ تا اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ ان کی کھیلوں علمی مقابلوں اور دیگر پروگرام میں شریک ہوں اس طرح ان کے نقائص دور ہو نگے۔ اور اخلاق ترقی کریں گے پھر میں نوجوانوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بڑی عمر والوں کو اپنی مجلسوں میں کھینچ لائیں جب وہ شامل ہوں گے تو انہیں احساس ہوگا کہ ان کے نیچے خدام الاحمدیہ کے کاموں میں شریک نہ ہو کر کتنا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے۔ جہاں مجلس قائم نہ ہو۔ اگر کسی جماعت کے نوجوان ہوشیار نہیں تو انہیں غیرت دلانے کیلیئے انصار کو کھڑا ہونا چاہیئے اور اپنے بیٹوں اور چھوٹے بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو ترغیب دلانی چاہیئے کہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل ہوں۔ فرمایا خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اپنا وقت زیادہ تر ایسے کاموں میں لگائیں جو واقعہ میں دین کی شان کے مطابق ہوں مثلاً نمازوں کی پابندی۔ نمازیں گھر میں بھی پڑھو تو ایک دوسرے کو بلا کر پڑھو۔ اگر مرد نہ ہو تو عورتیں باجماعت نماز ادا کریں۔ لجنہ اماء اللہ کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کو تلقین کرے کہ مائیں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اگر ایسا ہو جائے تو جماعتوں میں بیداری پیدا ہو جائے گی۔ اور بیت الحمد میں نہ جانے والوں کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ نمازوں کے علاوہ چاہیئے کہ احباب ذکرِ الٰہی کثرت سے کریں۔ بیت الحمد میں امام کے انتظار میں جو وقت کاٹا جائے وہ بجائے دوسری باتوں میں صرف ہونے کے ذکرِ الٰہی میں خرچ کیا جائے۔ اسکے بعد حضور نے دینی شعار کی پابندی کی تلقین کی۔ اس موقعہ پر امریکن احمدی رشید احمد صاحب واقفِ زندگی کو بلا کر جماعت کے افراد سے کہا کہ امریکہ میں رہ کر انہوں نے داڑھی رکھی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ یہاں رہ کر داڑھی نہیں رکھ سکتے۔

پھر فرمایا خدام الاحمدیہ کے ذمے ایک اہم ترین کام خدمتِ خلق ہے۔ مگر افسوس کہ اس طرف پوری توجہ نہیں دی گئی خدام الاحمدیہ اور انصار یہ مشورہ دیں کہ ایسی کون سی تراکیب ہیں جن سے جماعت کے افراد کو خدمتِ خلق کی عادت ڈالی جا سکے۔

پھر فرمایا ایک اہم چیز جسکی طرف میں جماعت کے نوجوانوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ بہادری ہے۔ مگر بہادری کے یہ معنے نہیں کہ لڑائی کی جائے۔ بلکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ وہ عادت ڈالے کہ کس طرح انسان دوسرے کے ظلم کو برداشت کر سکتا ہے۔ کیونکہ مظلوم بننے سے زیادہ مؤثر اور کوئی چیز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جذبہ قربانی اور ایثار کے ساتھ ہی دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ پس بہادری کا نمونہ دکھاؤ اور ماریں کھانے اور گالیاں سن کر برداشت کرنے کی عادت ڈالو لیکن بے غیرتی مت دکھاؤ۔ کیونکہ بہادری بے غیرتی کا نام نہیں۔

تعارف (۱۱۱)

میموریز آف جناح

کے۔ ایچ۔ خورشید جو فیلڈ مارشل ایوب خان کے زمانے میں آزاد کشمیر کے پانچ سال تک صدر رہے تھے۔ اور ۱۹۸۸ میں ٹریفک کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے نے از خود تو قائداعظم محمد علی جناح کے متعلق کوئی کتاب تصنیف نہیں کی لیکن ان کی ڈائریوں اور بعد کے انٹرویوز سے مرتب کر کے خالد حسن نے ایک کتاب میموریز آف جناح (جناح کے متعلق یادداشتیں) شائع کی ہے۔

خورشید صاحب ۱۹۴۴ء میں ۲۰ سال کی عمر کے تھے اور اتنی کم عمری کے باوجود محمد علی جناح جو اس وقت تک قائداعظم نہیں کہلائے تھے، نے سری نگر میں ان سے ایک ملاقات کے دوران انہیں اپنا پرائیویٹ سیکرٹری بنا لیا تھا۔ یہ تقرری نہایت اہم تھی اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ خورشید صاحب میں کیسی کیسی صلاحیتیں موجود تھیں جن کو قائداعظم نے بروقت پہچان لیا اور انہیں ایک نہایت اہم فریضہ سرانجام دینے پر مقرر کر دیا۔ ان دنوں خورشید صاحب تحریک پاکستان میں خاصا نمایاں حصہ لیتے تھے۔ اگرچہ ان کی خواہش تو تھی کہ وہ قائداعظم کی سوانح حیات ترتیب دیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے صرف اپنی ڈائری میں کچھ نوٹ لیتے رہے اور بعد ازاں اپنے لندن میں قیام کے دوران انہوں نے خضر حیات خاں ٹوانہ قاضی محمد عیسے۔ ممتاز حسن۔ چوہدری محمد علی وغیرہم کے قائد اعظم سے متعلق انٹرویوز ریکارڈ کئے اور یہ ریکارڈ کئے ہوئے انٹرویوز اب ترتیب دی گئی سوانح حیات میں خاصے مفید ثابت ہوئے۔ جناح صاحب کی سیاست کے متعلق خورشید صاحب کہتے ہیں کہ ان کے لئے سیاست ایک سائنس تھی اور بااصول عمل تھا جس میں کسی قسم کی چالبازی نہیں آتی۔ جناح صاحب نے نہایت صاف سیاست کی جو اصولوں کے مطابق تھی۔ محترمہ فاطمہ جناح کے سلسلے میں خورشید صاحب کہتے ہیں کہ بہن اور بھائی کا آپس میں اتنا پیار تھا کہ بھائی کے متعلق یہ بات آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر وہ اصول کے معاملوں میں سخت گیر تھے تو انسانی تعلقات میں وہ نہایت حلیم الطبع اور محبت کرنے والے تھے۔ چنانچہ اپنی بہن سے جو انہوں نے محبت کی وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہتے ہیں کہ خورشید صاحب ۱۹۴۷ء میں کشمیر گئے تاکہ اپنے اہل خاندان سے ملاقات کر سکیں۔ لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ پاکستان کے سلسلے میں انہیں کوئی فریضہ سونپا گیا ہو۔ وہاں جاتے ہی انہیں حراست میں لے لیا گیا اور وہ اس وقت رہا ہوئے۔ جب ۱۹۴۹ء میں اقوام متحدہ نے جنگ بندی کا انتظام کیا اس وقت تک قائداعظم محمد علی جناح وفات پا چکے تھے۔

خالد حسن جنہوں نے خورشید صاحب کی ڈائریوں وغیرہ سے یہ کتاب ترتیب دی ہے ان کے برادر نسبتی ہیں۔ وہ ہر جگہ کے ایچ خورشید لکھتے ہیں اور یہ کہیں نہیں بتاتے کہ کے۔ ایچ کن الفاظ کا مخفف ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ خورشید صاحب جو مسٹر جناح کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ کم از کم ۱۹۴۷ء تک کے حالات نوٹ کرتے لیکن اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء کے دو سال جو تحریک پاکستان کے لئے نہایت اہم تھے اس میں موجود نہیں ہیں۔ اس کتاب میں جہاں جناح صاحب کا کردار سامنے آتا ہے وہاں خورشید صاحب کی خصوصیات اور ان کی صلاحیتوں پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ انہیں تحریک پاکستان میں اور تحریک بہبود طلبا دینے میں جو شغف تھا اس کے پیش نظر سری نگر میں انہوں نے مسلم سٹوڈنٹس فاؤنڈیشن قائم کی اور جموں اور کشمیر لبریشن لیگ کا بھی قیام کیا۔ یہ لیگ شائد مسلم لیگ کے ہی ایماء پر قائم کی گئی تھی اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ لیگ کے ساتھ کتنے مخلص تھے۔ خورشید صاحب ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے نام اور کام کو کسی قسم کی پبلسٹی دینے کے حق میں نہیں ہوتے۔ اور نہ اپنے لئے کسی اعزاز کی خواہش کرتے ہیں۔ انہوں نے آزاد کشمیر کی جو پانچ سالہ صدارت کی وہ بھی ایوب خان کے حکم کی تعمیل میں کی گئی۔ ان کی زندگی نہایت ہی سادہ اور بااصول تھی اور اس سلسلے میں ان کی بیگم ثریا نے بہت سی مثالیں اس کتاب میں پیش کی ہیں سب سے زیادہ زور ان کی دیانتداری پر ہے۔ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ وہ ایک خاندان پرور انسان تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی فیملی کے تمام افراد سے محبت کرتے تھے اور اسی طرح سے وہ زندگی سے بھی محبت کرنے والے انسان تھے۔ یہ کتاب خالد حسن اور ثریا خورشید نے مل کر ترتیب دی ہے۔ اگرچہ اس کے سرورق پر نام صرف خالد حسن کا ہے اس میں ہر بات نہایت واضح اور خلوص سے لکھی گئی ہے۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ جن لوگوں نے کسی بڑی شخصیت کے قرب میں رہ کر کام کیا ہو وہ اپنے ذاتی تاثرات سے اپنے دوستوں کو آگاہ کریں بسا اوقات ایسے کام جن کو کسی شخص کی علو شان کے لئے پیش کیا جا سکتا ہو اتنے مؤثر نہیں ہوتے جتنے ان کی نجی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات جن سے ان کی فطرت کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ خورشید صاحب کی کتاب بھی اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ ایسی کتابیں جتنی بھی سامنے لائی جا سکیں کم ہیں۔ ان سے بڑی شخصیتوں کے صاف شفاف اندرونے کا پتہ چلتا ہے اور یہ دوسروں کو بھی اپنی ہی طرح کا بنانے کی اہلیت رکھتی ہیں۔

(ن۔س)

انسانی بم

"انسانی بم" کا عنوان پڑھ کر پہلی بات جو ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ شاید کسی بہت جسمانی طاقت کا ذکر ہو گا یا کسی ایسے ذہن کا جو دوسروں پر بم کی طرح گرتا ہو اور اپنی بات منوا لیتا ہو۔ لیکن یہ بات نہیں ہے۔ یہاں جس انسانی بم کا ذکر کیا جانے لگا ہے۔ وہ دراصل آئرش ریپبلکن آرمی جسے عام طور پر آئی آر اے۔ کہا جاتا ہے کا ایک نیا طریق ہے جس کے ذریعے وہ ایسے افراد کو جنہیں وہ اغوا کر لیتے ہیں گاڑی میں بٹھا کر مخالف علاقے کی چیک پوائنٹ پر بھیج دیتے ہیں ان کے جسم کے ساتھ ٹائم بم باندھ دیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر ان کی ٹانگوں پر اتنی ضربیں دی جاتی ہیں کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ گاڑی تو چلا لیں اور سیکورٹی چیک پوائنٹ پر پہنچ جائیں۔ گذشتہ روز جس شخص کو اغوا کر کے سیکورٹی چیک پوائنٹ پر بھیجا گیا۔ اسکے ساتھ جو بم باندھا گیا وہ آئی۔ آر۔ اے کے آج تک کے تمام بموں سے زیادہ وزنی تھا۔ اسکی ٹانگوں پر ضربیں لگائی گئی تھیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔ اسی طرح ایک اور شخص کو اغوا کر کے گاڑی کی سیٹ کے ساتھ باندھ دیا گیا اور سیٹ کے ساتھ خاصی تعداد میں بم رکھ دئیے گئے۔

ایک اور شخص کو اغوا کر کے اسی طرح بھیجا گیا تو بھیجنے سے پہلے اسکی ٹانگیں بھی توڑ دی گئیں۔ چوتھے آدمی کو جسے اغوا کر کے اس طرح سیکورٹی چیک پوائنٹ پر بھیجا گیا وہ بم کے ساتھ ہی خود بھی ختم ہو گیا۔ یہ ایک نیا طریق ہے جو آئی۔ آر۔ اے نے برطانیہ کو شمالی آئرلینڈ سے نکالنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور سیکورٹی چیف کا خیال ہے اور اس خیال کی بنیاد آئی۔ آر۔ اے ہی کے لوگوں کی طرف سے ملنے والی اطلاعات ہیں کہ آئندہ چند روز میں کرسمس سے پہلے اس قسم کے بہت سے انسانی بم چیک پوائنٹ پر بھیجے جائیں گے۔

گذشتہ چار سال کے عرصے کے دوران جو فوج برطانیہ کی طرف سے آئرلینڈ بھیجی گئی ہے۔ اس میں حالیہ دستہ جسکی نفری ۶۰۰ ہے۔ سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ تشدد کی کارروائیاں پہلے کی نسبت خاصی زیادہ ہو گئی ہیں۔ جب بعض لوگوں نے اس تعداد میں فوجی بھیجنے پر اعتراض کیا تو انہیں جواب ملا کہ اپنے تشدد کی کارروائیاں کرنے والے لوگوں سے شکایت کریں۔ ہمیں آپ کیا کہتے ہیں۔ چیک پوائنٹ پر اتنی سختی سے چیکنگ ہوتی ہے کہ گاڑیوں کی قطاروں کی قطاریں یوں لگتا ہے کہ لمبے عرصے تک وہاں کھڑی رہتی ہیں۔ جب تشدد کی کارروائیاں بڑھنے لگیں تو حفاظتی اقدامات بہر حال زیادہ تیز کر دئیے جاتے ہیں انہی تشدد کی کارروائیوں کی وجہ سے چار چیک پوائنٹس شام کے بعد بند کر دئیے جاتے ہیں۔ یہ دراصل اس بات کا اقرار ہے کہ رات کے وقت حفاظت نہیں کر سکتی جہاں تک معمول کی ڈیوٹی کا تعلق ہے جواب دستہ آیا ہے یہ ایک ایسے دستے کو جو چھپ چھپا کر آئی۔ آر۔ اے کے گوریلاز کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔ فارغ کرے گا۔ اس وقت شمالی آئرلینڈ میں برطانیہ کے گیارہ ہزار فوجی موجود ہیں۔ ۱۹۸۰ء سے لیکر اب تک اس سے پہلے فوج کی نفری کبھی اس قدر زیادہ نہیں ہوئی۔ حالانکہ اب خلیج کے علاقے میں بھی ۳۰ ہزار فوجی روانہ کئے گئے ہیں۔ انسانی بم کی ترکیب اب آئی۔ آر۔ اے نے سوچی ہے اور اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ اس نے اب تک ۶ برطانوی فوجیوں کی جان لے لی ہے۔ اور دو سیکورٹی چیک پوائنٹس مکمل طور پر تباہ کر دئیے ہیں۔ دو اور کو نقصان تو پہنچایا ہے۔ لیکن اتنا زیادہ نہیں۔ جن لوگوں نے ان بموں کی کارروائی دیکھی ہے۔ وہ اسے نہایت خوفناک بتاتے ہیں۔ ایک شخص جسکا نام گیری کیلی بتایا جاتا ہے۔ (GERRY KELLY) کو اکتوبر میں اس

باقی صفحہ ۷ پر

یاد رفتگان

عبدالباسط شاہد

حضرت ملک سیف الرحمن صاحب

حضرت ملک سیف الرحمان ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جنہیں ان کی نمایاں خوبیوں اور عمدہ اخلاق وخصوصیات کی وجہ سے ان کی زندگی میں ہی ہردلعزیزی اور عزت کا مقام حاصل ہوجاتا ہے۔

منقولی علوم نحو۔ صرف۔ حدیث۔ فقہ وغیرہ میں آپ مسلمہ قابلیت رکھتے تھے۔ آپ کی بالغ نظری اور نکتہ سنجی کی ہر وہ شخص داد دیتا تھا جنہیں ان سے ملاقات وتعارف حاصل ہوتا تھا۔ ان کے ہزاروں شاگردوں میں سے ایک شاگرد ہونے کی خوشی مجھے بھی حاصل ہے۔ مضمون پڑھاتے وقت اس کے تمام ممکنہ پہلوؤں پر روشنی ڈالنا آپ کی نمایاں خصوصیت تھی علمی تبحر وسعت کے باوجود آپ میں انکساری وعاجزی کی ایسی چاشنی پائی جاتی تھی جو بہت ہی کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔

حضرت فضل عمر کی وفات کے بعد فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں آیا جس کی غرض وغایت میں حضور کی علمی یادگاروں کو قائم رکھنا اور حضور کی تجاویز کو جاری رکھنا اور انہیں آگے بڑھانا اور ترقی دینا بھی شامل تھا۔ فاؤنڈیشن کے فیصلہ کے مطابق ایک انتہائی ضروری اور مفید کام سوانح فضل عمر کی ترتیب کا تھا۔ اس انتہائی مشکل اور اہم خدمت کے لئے متفقہ طور پر حضرت ملک صاحب کو منتخب کیا گیا۔ اس اہم ذمہ داری پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی خصوصی انکساری اپنی جگہ قائم رہی۔ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اپنے ایک خط میں تحریر کیا۔

"خاکسار مصنف نہیں اور نہ ہی تاریخ دان اور اس زمانہ میں تاریخ اور سوانح نویسی ایک خاص فن بن چکا ہے..."

اسی سلسلہ میں جماعت کے اہل علم اور اہل قلم بزرگوں سے رابطہ قائم کرنے کی غرض سے آپ نے ایک خط میں لکھا۔

"جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد.... سے آپ کے قریبی تعلقات رہے ہیں اور بعض قومی اور سیاسی خدمات میں آپ نے مل کر بھی کام کیا ہے۔ آپ کے سوانح حیات اور سیرت کی تدوین کے سلسلہ میں خاکسار آپ سے تعاون کا خواستگار ہے اور اس مقصد کے لئے بشرط فرصت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بھی کوشش کرے گا..."

اس خط کے ساتھ آپ نے کم وبیش ۲۰ ذیلی عنوانات بھی شامل کئے تا دوستوں کو جواب دینے میں سہولت رہے۔ ان عنوانات پر ایک نظر ڈالنے سے ہی آپ کی نکتہ شناس طبیعت اور مضمون کے ہر پہلو پر خوب اچھی طرح حاوی ہونے کے جذبہ کا پتہ چلتا ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں ہزاروں صفحات کا مطالعہ کیا۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل نوٹ لکھے جن کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے سوانح فضل عمر میں جلد اول میں تحریر فرمایا۔

"حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد ... کی سوانح کی تصنیف وترتیب کا کام فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کے فیصلہ کے مطابق قبل ازیں استاذی المکرم ملک سیف الرحمان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کے سپرد تھا۔ آپ نے بڑی محنت اور کاوش کے ساتھ کئی سال تک اس بارہ میں متفرق مواد کو یکجا کیا..."

اسی طرح آپ نے تحریر فرمایا۔

"میں ایک دفعہ پھر محترم ملک سیف الرحمان صاحب کی محنت اور کاوش کو سراہنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے بڑی تندہی اور لگن سے ایسا مواد اکٹھا کرکے میرے کام کو آسان کردیا...."

حضرت ملک صاحب کے اس سلسلہ میں فوٹو اور یادداشتوں کو دیکھتے ہوئے یہ امر بھی سامنے آیا کہ آپ اپنی بزرگی وثقاہت ووجاہت کے باوصف علمی کاموں میں اپنے شاگردوں سے بھی مشورہ لینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے چنانچہ آپ نے اپنے ایک شاگرد کو لکھا۔

"سیرت فضل عمر کے مجوزہ عنوانات مع ریفرنس ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے مطالعہ کے بعد اپنی رائے اور ضروری تجاویز سے مطلع فرمائیں گے۔"

اسی سلسلہ میں آپ نے بعض احباب کے نام جو خطوط لکھے ان میں سے بعض کے متعلقہ حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

۱۔ حضرت فضل عمر کی سیرت کی تدوین کے سلسلہ میں آپ کے بہترین تعاون کی توقع رکھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ سوالنامہ کا جواب جلد ارسال فرمائیں گے تاکہ بدوران تحریر واقعات آپ کی نگارشات سے استفادہ کا موقعہ مل سکے۔

۲۔ حضرت سیدنا فضل عمر..... کی خدمت اور قرب کا بہترین موقع آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ حضور کی سیرت کے بعض حصوں کے متعلق جس رنگ میں آپ روشنی ڈال سکتے ہیں وہ بلحاظ نتائج بہت مفید اور دنیا کے لئے ہدایت کا موجب ہوگی۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں خاکسار کو آپ کا بہترین تعاون حاصل ہوگا۔

۳۔ سوالنامہ کے جواب میں آپ کا شفقت نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کے لئے شکر گزار ہوں۔ مشورہ اور استصواب کا مقصد یہی ہے کہ جو غلطی ہے اس کی اصلاح ہوجائے۔ آپ کی تصحیح کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں.... اس کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ مجھے آپ کے تعاون کی شدید ضرورت ہے.......

۴۔ آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ آپ کے مشورہ کا خاکسار دل سے قدردان ہے۔ میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ مجھ میں وہ قابلیت نہیں جو ایسے عظیم الشان انسان کی سوانح حیات لکھنے کے لئے ضروری ہے۔ مہارت تو بعد کی بات ہے تاہم چونکہ مجھ سے پوچھے بغیر ادارہ نے میرے سپرد یہ کام کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ مجھے بہتر کام کی توفیق دے۔ آپ سے بھی درخواست دعا ہے۔ آپ کے بہترین اور قیمتی تعاون کا ہمیشہ امیدوار رہوں گا۔

سوالنامہ کے جس حصہ کے متعلق لکھنے کا آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ ضرور لکھ کر بھجوائیں گے اور جلد۔

ان خطوط سے بھی حضرت ملک صاحب کی خاکساری اور کام سے لگن کا جذبہ عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے بے لوث مخلص خادم ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔

اگر کوئی موصی اپنی ایسی جائیداد منقولہ جس پر وصیت کی ادائیگی ضروری ہے۔ ایسے حالات میں ہبہ بحق وارث یا وارثان کرے گا کہ صورت تقسیم وراثت کی بنتی ہو یا کسی رنگ میں وصیت کی روح مجروح ہونے کا احتمال ہو تو ایسی صورت میں حصہ وصیت ادا کرنا لازم ہوگا۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

سمندر کی تہ میں ہیں موتی بھرے
پہاڑوں کی چوٹی پہ طرفہ سماں

وراء الوریٰ ذات باری ہے گو
ہے دنیا میں بھی اسکی قدرت عیاں

سنبھل کر اتر بحرِ الفت ہے یہ
کنارہ نہیں بحر ہے بیکراں

محبت سراسر ہے سوز وگداز
چھپے رنج وغم کے ہیں کوہ گراں

جہاں بھر میں بونا ہے الفت کا بیج
ہوں تیار سارے ہی پیر وجواں

جو جلدی سے پہنچائیں دربار میں
ملیں بال وپر ایسے بسمل کہاں

فضل الرحمن بسمل

آپ کا خط ملا

مکرم نثار احمد صاحب چوہدری جہانیاں لکھتے ہیں۔

یکم دسمبر ۱۹۹۰ء کے اخبار الفضل میں مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر کا ایک مضمون ان کے اپنے بہنوئی مکرم محمد بشیر صاحب کی بابت نظر سے گذرا۔ جس میں انہوں نے مکرم بشیر صاحب کا ایک رات گئے تک پوسٹ آفس میں بیٹھنے کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان کے حساب میں ایک پائی کی زیادتی تھی۔ اس پر مدیر صاحب نے نوٹ دیا ہے کہ کوئی بڑا سکہ ہوگا۔ ایک پائی کا تو ڈاکخانہ سے کچھ نہیں آتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ پارٹیشن سے پہلے ایک دفعہ لفافہ یا کارڈ کی قیمت میں ایک پائی کا اضافہ کیا گیا تھا۔ ٹھیک سے تو یاد نہیں رہا ہے کہ ایک آنہ پر پائی کا اضافہ کیا گیا تھا یا کسی اور رقم پر بہرحال ڈاک کے ٹکٹوں اور لفافوں پر پائی کا اضافہ کیا گیا تھا اور لوگ اکنی کے ساتھ پائی لگا کر دیا کرتے تھے۔ ممکن ہے منیر صاحب نے جو واقعہ لکھا ہے وہ اسی دور کا ہو۔ کیونکہ ایک وقت ڈاکخانہ میں پائیاں بھی چلتی تھیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ اکیلی پائی کا کچھ نہ آتا تھا"

نونہالان جماعت

بچّوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہم ہر وقت آپ کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہم سب کی ـــ والدین اور دیگر افرادِ جماعت کی ـــ آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کا امام بنائے۔ اس سلسلہ میں آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ اچھے اچھے کام کریں اور بہت ہی اچھے بننے کی کوشش کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے متعلق حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے' کی تقریر جو ہم آپ کے لئے شائع کر رہے ہیں۔ اس کی اگلی قسط درج ذیل ہے۔ آپ اسے خوب اچھی طرح پڑھیں اور ان تمام باتوں کو اچھی طرح یاد کر لیں۔

چونکہ ہر نبی کے لئے عام تبلیغ کرنی ضروری ہوتی ہے۔ آپؐ نے ایک دن بلند جگہ پر کھڑے ہو کر مختلف گھرانوں کا نام لے کر بلانا شروع کیا۔ چونکہ لوگ آپؐ پر بہت ہی اعتبار رکھتے تھے۔ سب لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اور جو لوگ خود نہ آ سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے قائمقام بھیجے۔ تاکہ سنیں کہ آپؐ کیا کہتے ہیں۔ جب سب آ کر جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اہل مکّہ! کہ اگر میں تم کو یہ ناممکن خبر دوں کہ مکّہ کے پاس ہی ایک بڑا لشکر اترا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ یہ بات بظاہر ناممکن تھی۔ کیونکہ مکّہ اہلِ عرب کے نزدیک متبرک مقام تھا اور یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی قوم اس پر حملہ کر کے آئے گی۔ اور پھر یہ بھی بات تھی کہ مکّہ کے جانور دُور دُور تک چرتے تھے۔ اگر کوئی لشکر آتا تو ممکن نہ تھا کہ جانور چرانے والے اس سے غافل رہیں اور دوڑ کر مکّہ کے لوگوں کو خبر نہ دیں مگر باوجود اس کے کہ یہ بات ناممکن تھی۔ سب لوگوں نے کہا۔ کہ ہم آپؐ کی بات ضرور مان لیں گے کیونکہ آپؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب تم گواہی دیتے ہو کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ تو میں تم کو بتاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں اس کا پیغام تم کو پہنچاؤں۔ اور یہ سمجھاؤں کہ یہ کام جو تم کرتے ہو۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہو گا۔ یہ بات سنتے ہی لوگ بھاگ گئے۔ اور کہا کہ یہ شخص پاگل ہو گیا ہے یا جھوٹا ہے تمام شہروں میں شور پڑ گیا۔

دردناک مظالم

اور جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے تھے۔ ان پر نہایت سختیاں ہونے لگیں۔ بھائی نے بھائی کو چھوڑ دیا۔ ماں باپ نے بچوں کو نکال دیا۔ آقاؤں نے نوکروں کو دکھ دینا شروع کیا۔ چودہ چودہ پندرہ پندرہ سالہ نوجوانوں کو جو کسی رسم و رواج کے پابند نہ تھے۔ بلکہ مذہب کی تحقیق میں اپنی عقل سے کام لیتے تھے۔ ان کے ماں باپ قید کر دیتے۔ اور کھانا پانی دینا بند کر دیتے۔ تاکہ وہ توبہ کر لیں۔ مگر وہ ذرا بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور خشک ہونٹوں اور گڑھوں میں گھسی ہوئی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ یہاں تک کہ ماں باپ آخر اس ڈر سے کہ کہیں مر نہ جائیں۔ ان کو کھانا پینا دے دیتے۔ مگر نوجوانوں پر تو رحم کرنے والے لوگ موجود تھے جو غلام آپؐ پر ایمان لائے ان کی حالت نہایت نازک تھی اور یہی حال دوسرے غرباء کا تھا جن کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔ غلاموں کو لوہے کی زرہیں پہنا دیتے تھے اور پھر ان کو سورج کے سامنے کھڑا کر دیتے تھے۔ تاکہ لوہا گرم ہو کر ان کا جسّہ جھلس جائے۔ یہ مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ عرب کا سورج تھا۔ نہ کہ انگلستان کا۔ بعض کی لاتوں میں رسیاں ڈال کر ان کو زمین پر گھسیٹتے تھے۔ بعض دفعہ لوگ لوہے کی میخیں گرم کر کے ان سے مسلمانوں کا جسم جلاتے تھے اور بعض دفعہ سوئیوں سے ان کے چمڑوں کو چھیدتے تھے جس طرح کہ کپڑا سیتے ہیں۔ مگر وہ ان سب باتوں کو برداشت کرتے تھے اور عذاب کے وقت کہتے جاتے تھے کہ وہ ایک خدا کی پرستش کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ایک عورت جو نہایت ہی پختہ مسلمان تھی۔ اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر مار دیا گیا۔

خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی بہت دکھ دیتے تھے۔ گو ڈرتے بھی تھے۔ کیونکہ آپؐ کے خاندان کی مکّہ میں بہت عزت تھی۔ لوگ آپؐ کو گالیاں دیتے۔ بعض دفعہ نماز میں جب آپ سجدہ کرتے تو سر پر اوجھڑی ڈال دیتے کبھی سر پر راکھ پھینک دیتے۔ ایک دفعہ آپ سجدہ میں تھے کہ ایک شخص آپؐ کی گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور دیر تک اس نے آپؐ کو اس طرح دبائے رکھا ایک دفعہ آپؐ عبادت کے لئے مسجد مکّہ میں گئے تو آپؐ کے گلے میں کپڑا ڈال کر گھونٹنا شروع کر دیا۔

○ عزیزہ رضیہ سلطانہ ربوہ نے ہم سے بہت اچھا سوال پوچھا ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ جب ہم انصار اللہ کے امتحانات کے نتائج شائع کرتے ہیں اور خدام الاحمدیہ کی کھیلوں کی تفصیل بھی پیش کرتے ہیں تو کیا لجنہ اماء اللہ یہ سب کام نہیں کرتی۔ وہ آپ کیوں شائع نہیں کرتے۔

عزیزہ رضیہ سلطانہ۔ امتحانات کے نتائج تو ہمیں ملتے ہیں تو ہم شائع کرتے ہیں جہاں تک کھیلوں کا تعلق ہے ہم نے لجنہ اماء اللہ کے دفتر میں اپنا نمائندہ بھیجا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم کھیلوں کی روداد تحریر کر رہے ہیں آپ کو مہیا کر دی جائیں گی۔ جونہی یہ تفصیل ہمیں ملی ہم خدا کے فضل سے اسے شائع کریں گے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم رانا محمد شریف خاں صاحب ون کے ضلع سیالکوٹ کئی ماہ سے مثانے میں خون آنے کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ڈاکٹروں نے اپریشن تجویز کیا ہے۔

○ مکرم نثار احمد چوہدری کے بڑے بیٹے کو ایک عرصہ سے معدے کے السر کی تکلیف ہے علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا۔

○ مکرم شریف احمد صاحب آف آرام باڑی آزاد کشمیر۔ پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔

احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اعلان نکاح

○ مکرم محمد امان اللہ صاحب انجنیئر K.S.B پمپ کمپنی حسن ابدال ابن مکرم محمد نصر اللہ صاحب کا نکاح ہمراہ عزیزہ حمیرا علی صاحبہ بنت مکرم شیخ احمد علی صاحب انجنیئر صدر حلقہ لالہ رُخ واہ کینٹ۔ مکرم شیخ محمد نعیم صاحب شاہد مربی سلسلہ واہ کینٹ نے مبلغ ۲۵، ہزار روپیہ حق مہر پر احمدیہ دار الحمد واہ کینٹ میں مورخہ ۳۰، نومبر ۹۰ء بعد نماز جمعہ پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔

نمایاں کامیابی

○ خاکسار کی بیٹی فائزہ غزالہ ہاشمی نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبہ سرحد کی لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ پشاور میں تقریری مقابلہ جات انگلش اور اردو میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ اسی طرح سے قرأت کے مقابلہ میں بھی تمام لجنات میں اوّل قرار پائی ہے اور انعامات حاصل کئے ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کی اس اعلیٰ کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(محمد انور ہاشمی نوشہرہ کینٹ)

اعلان گمشدگی

میرا بھائی حافظ محمد بخش عرف بخشی آف ڈیرہ غازیخاں جو کہ ایک آنکھ سے معذور ہے عرصہ دو سال سے گھر سے نکلا ہوا ہے اس کے بیوی بچے سخت پریشان ہیں۔ اگر محمد بخش خود یہ اعلان پڑھے تو فوراً گھر پہنچے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

(عبدالکریم محلہ طاہر آباد ربوہ)

"انسانی کمزوری کا تو کچھ بھی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ ایک قدم بھی خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کے بغیر نہیں چل سکتا"۔

یاد رفتگان —— فرید احمد راشد

مکرم رشید احمد صاحب سلیم

خاکسار کے والد محترم جناب ڈاکٹر رشید احمد صاحب سلیم معلم وقف جدید ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء کو چک نمبر ۶۴۸ جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں دین کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رات ۱۲ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

موصوف ۱۹۳۶ء میں چوہدری برکت علی صاحب کے گھر بمقام میانی ناتوں ضلع سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ والد محترم نے ایک ایسے گھر میں جنم لیا جس میں خدا کے فضل سے پہلے ہی احمدیت داخل ہو چکی تھی چوہدری برکت علی صاحب نے والد صاحب کی بہت اچھی تربیت کی۔ جب والد صاحب چھٹی جماعت کے طالب علم تھے تو اسی سال ہمارے دادا اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہمارے والد صاحب یتیم ہو گئے چونکہ وہ سب بہن بھائیوں سے بڑے تھے اس لئے ان سب کی تربیت اور نگرانی کی ذمہ داری آپ پر آن پڑی۔ چنانچہ آپ نے سب کی ضرورت کا خیال رکھا۔ والد صاحب نے میٹرک پاس کرنے کے بعد ایک دوست کی تحریک پر اپنے آپ کو بطور واقف زندگی پیش کیا جس کو حضرت فضل عمر نے از راہ شفقت منظور فرما لیا۔ اس طرح والد صاحب ۱۹۵۹ء میں وقف جدید میں آگئے۔ اس وقت ہمارے موجودہ امام ناظم ارشاد تھے۔ آپ کی صحبت میں رہ کر والد صاحب کو پہلے سے بڑھ کر احمدیت سے عشق ہو گیا۔ ۱۹۶۵ء کی ایک سالہ تربیتی کلاس میں والد صاحب دوئم آئے اور حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے والد صاحب کو دوئم آنے پر قرآن مجید با ترجمہ بطور انعام عطا فرمایا۔ اس کے بعد والد صاحب باقاعدہ طور پر جس جگہ دفتر نے بطور معلم تقرری کی وہاں چلے گئے۔ اس دوران اپنے بھائی اور بہنوں کا بھی اسی طرح خیال رکھتے رہے آپ نے مہنگائی کے دور میں بھی اولاد کو اچھا کھلایا پہنایا۔ اور پڑھایا۔ کسی بچے نے اگر کوئی خواہش ظاہر کی تو اسی وقت اسے پورا کر دیا۔ کسی بچے کے دل میں احساس کمتری نہ آنے دیا۔ کئی علاقوں میں آپ نے وقف جدید کے تحت سلسلہ کی خدمت کی۔ قصور کے ایک گاؤں میں تقریباً دس سال کا عرصہ رہے۔ بچوں سے بہت پیار کرتے۔ پیارے آقا سے بہت محبت تھی۔ جب حضور انور لندن تشریف لے گئے تو والد صاحب کئی دن تک غمگین رہے۔

۱۹۸۰ء میں موصوف کو شوگر کا حملہ ہوا تو اس وقت آپ قصور میں کھڑ پڑ کے مقام پر معلم تھے۔ آپ گھر آگئے۔ کئی رشتہ داروں نے کہا کہ آپ کو لاہور میں میو ہسپتال داخل کرواتے ہیں لیکن والد صاحب انکار کر دیتے۔ آپ کا یہی جواب تھا کہ اگر زندگی ہے تب بھی اگر نہیں تب بھی ربوہ کے سوا کہیں نہیں جانا۔ وہاں ہی علاج ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جو اس وقت ناظم ارشاد وقف جدید تھے۔ ربوہ میں ہی تشریف فرما تھے۔ والد صاحب کا سنا تو حضور انور نے بڑی شفقت اور ہمدردی سے والد صاحب کا علاج خود اپنی نگرانی میں کیا اور والدہ صاحبہ کو دلاسہ دیتے اور دعا کرنے کو کہتے۔ والد صاحب کو ربوہ سے دلی طور پر محبت تھی۔ آپ کہتے تھے۔ ربوہ ایک ایسی جگہ ہے۔ اگر کوئی آدمی باہر سے تھکا ماندہ گھر آجائے تو والدہ اسے پیار سے ملے تو اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور دل کو سکون مل جاتا ہے یہی حیثیت ربوہ کی ہے۔ آپ بڑھ چڑھ کر چندہ دینے والے تھے۔ جتنی خدا تعالیٰ توفیق دیتا آگے قدم بڑھاتے۔ کبھی بقایا نہ ہونے دیا۔ امام وقت جو بھی تحریک فرماتے آپ اسی وقت لبیک کہتے ہوئے اس میں شامل ہو جاتے۔ جب بیمار ہوتے تو کوشش سے خدا کے گھر میں جا کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ اگر زیادہ بیمار ہوتے تو پھر گھر پر ہی با جماعت نماز ادا کرتے۔ خاکسار ابھی چند سال کا ہی تھا کہ والد صاحب کے ساتھ ربوہ آنے کا اتفاق ہوا بیت مہدی سے تحریک جدید دفاتر کی جانب جا رہے تھے۔ راستہ میں کچھ پیسے پڑے تھے خاکسار چونکہ چھوٹا تھا اس لئے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر والد صاحب نے فرمایا۔ احمدی بچے ایسا نہیں کرتے۔ کسی کی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ اولاد کی بہت اچھی طرح تربیت کی۔ تمام اولاد نے والد صاحب سے ہی قرآن مجید پڑھا اور دوسری تفاسیر کا مطالعہ بھی والد صاحب کی زیر تربیت کیا۔

آپ نے ۵۴ سال عمر پائی آخر خدا تعالیٰ کا بلاوا آگیا۔ اور والد صاحب ۱۴ فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ والد صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

لیکن وہ فلسفی چپ کر کے بیٹھا رہا اور سکندر نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سکندر نے خود خیال کیا کہ وہ خود کوئی بات شروع کرے۔ چنانچہ اس نے فلسفی کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے آپ کی شہرت سنی تھی اس لئے آپ سے ملنے آگیا۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے مانگیں تو میں آپ کی ضرورت کو پورا کروں اس فلسفی نے کہا اور تو میری کوئی خواہش نہیں صرف اتنی خواہش ہے کہ میں دھوپ سینک رہا تھا۔ آپ سورج کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ میرے آگے سے ہٹ جائیں۔ چنانچہ سکندر سورج کے آگے سے ہٹ گیا۔ تو دیکھو اس فلسفی نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو یہی کیا۔ میں دھوپ سینک رہا ہوں تم آگے سے ہٹ جاؤ۔ حالانکہ وہ بزرگ نہیں تھا وہ کوئی خدا رسیدہ نہیں تھا۔ لیکن وہ دنیا چھوڑ چکا تھا۔ وہ سوچنے میں مصروف تھا اور دوسری باتوں کے لئے اس کے پاس کوئی وقت نہیں تھا۔ غرض چاہے کوئی فلسفی سائنس سے متعلق امور پر غور کر رہا ہو یا حساب میں غور کر رہا ہو عیاشی کی زندگی سے منہ موڑے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۵۳ء)

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

کے کیمپر وین میں ۹۰ کلوگرام کے آتشیں مادے کے ساتھ باندھا گیا اور برطانوی فوج کے کیمپ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ اس نے اپنے آپ کو آزاد کرا لیا اور جس بم کے ساتھ اسے بھیجا گیا تھا وہ بھی ناکارہ ثابت ہوا۔ گیری کیلی کہتے ہیں کہ میرے لئے یہ ایک نہایت خوفناک تجربہ تھا۔ جسے اب میں اپنی عمر کے آخری حصے تک کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ ان کا خیال ہے کہ اب انہیں آئرلینڈ میں سکونت ترک کر دینی چاہیئے۔ جب انہیں اغوا کیا گیا تو ان کی بیوی اور ایک سات سالہ بیٹی کو بھی یرغمالی بنا لیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سارے عرصے میں میں یہ سوچتا رہا کہ اگر کسی خاندان کے ساتھ یہ واقعہ ہو جائے تو اسکی کیا کیفیت ہو گی۔ جب کیلی کی والدہ سے ملاقات کی گئی تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے کی دونوں ٹانگیں باندھ دی گئیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔ ایسا ظلم تو حیوان ہی کر سکتے ہیں۔ انسانوں سے تو اسکی امید نہیں کی جاتی۔

شمالی آئرلینڈ کے باشندوں کی برطانیہ کے ساتھ لمبے عرصے سے جنگ جاری ہے شمالی آئرلینڈ میں کیتھولک بستے ہیں اور جنوبی آئرلینڈ میں پروٹسٹنٹ۔ پروٹسٹنٹ برطانیہ کے ساتھ ہیں اور کیتھولک فرقہ برطانیہ سے آزادی کے لئے جنگ کر رہا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک جس تعداد میں اپنے اپنے علاقے میں موجود ہیں دونوں کو ملا کر ایک ملک کی حیثیت سے زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ ان کے خیال میں مناسب یہی ہے کہ کیتھولک الگ ہو جائیں اور پروٹسٹنٹ الگ۔ یعنی پروٹسٹنٹ تو برطانیہ کے ساتھ رہیں۔ لیکن شمالی آئرلینڈ کا علاقہ ایک الگ ملک کی حیثیت سے زندگی بسر کرے۔ برطانیہ کو یہ بات منظور نہیں ہے کہ سارا آئرلینڈ برطانیہ کا حصہ ہے۔ اور وہ کسی طرح گوارہ نہیں کر سکتے کہ اس کا ایک حصہ الگ ہو کر ایک الگ ملک کی حیثیت اختیار کرے۔ اور یہ جنگ جاری ہے اور شائد اسوقت تک جاری رہے گی جب تک برطانیہ اس بات پر اپنے آپ کو مجبور نہیں پاتا کہ وہ آئرلینڈ کے شمالی علاقے کو الگ ملک کی حیثیت دے دے۔

(ن۔س)

اعلان برائے لجنات

۱۹۹۱ء میں ہونے والے مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل عنوان دیا جاتا ہے "حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ پیدا کردہ انقلاب"

(۱) مقالہ خوش خط اور دستہ کے سائز کے کاغذ پر ایک طرف لکھا ہو۔

(۲) کتب زیر مطالعہ کی فہرست درج کریں۔

(۳) حوالہ جات مکمل درج ہوں یعنی کتاب کا نام مصنف کا نام اور صفحہ۔

(۴) مقالہ کے آغاز میں عناوین درج ہوں جن کے تحت مقالہ ترتیب دیا گیا ہے۔

(۵) صدر مقامی کی تصدیق ہو کہ مقالہ خود لکھا گیا ہے۔

مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۱ء ہے۔

سیکرٹری تعلیم لجنہ پاکستان

واقفینِ نو کی تربیت کس معیار پر کیجائے؟

وقفِ زندگی کی تحریک جماعت احمدیہ میں متعدد بار ہو چکی ہے مخلصین جماعت اپنے بچوں کو اس مبارک تحریک کیلئے پیش بھی کرتے رہتے ہیں۔ مگر کہنے کی بات یہ ہے کہ والدین بچے کو وقف کے لئے پیش تو کر دیتے ہیں۔ مگر جماعت کے سامنے پیش کرنے سے پہلے وہ بچوں کی تربیت کی طرف وہ توجہ نہیں دیتے۔ جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب بھی ایسا کوئی بچہ جامعہ میں آکر داخل ہوتا ہے، تو بعض اوقات اصلاح کو قبول ہی نہیں کرتا۔ اس لئے وہ ناکام ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ جماعت کو شکوہ ہوتا ہے کہ والدین نے بالکل خام مال پیش کیا ہے اور والدین کو شکایت ہوتی ہے کہ جماعت بچے کو وقف کے لئے قبول نہیں کر رہی۔ اس قسم کی صورتِ حال سے بچنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ نو کے ضمن میں اپنے ایک خطبے میں جو زریں ہدایات فرمائی ہیں وہ یوں ہیں:۔

"ایک ایسا دور آیا جب بچے وقف کرنے شروع کئے گئے یعنی والدین نے اپنی اولاد کو خود وقف کرنا چاہا۔ اس دور میں مختلف قسم کے واقفین ہمارے سامنے آگئے ہیں۔ بہت وہ ہیں جن کے متعلق والدین سمجھتے ہیں کہ جب ہم اُن کو جماعت کے سپرد کریں گے تو وہ خود ہی اُن کی تربیت کریں گے اور اس عرصے میں انہوں نے ان پر نظر نہیں رکھی۔ پس جب وہ جامعہ احمدیہ میں پیش ہوئے تو بالکل ایسے RAW MATERIAL یعنی ایسے خام مال کے طور پر پیش ہوئے۔ جسکے اندر مختلف قسم کی بعض ملاوٹیں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں۔ اُن کو صاف کرنا ایک کارے دارد ہوا کرتا ہے۔ ان کو وقف کی روح کے مطابق ڈھالنا بعض دفعہ مشکل بلکہ محال ہو جایا کرتا ہے۔ اور بعض بدعادتیں وہ ساتھ لے کر آتے ہیں۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ بعض لڑکوں کو جامعہ میں چوری کے نتیجہ میں وقف سے فارغ کیا گیا ہے۔ اب یہ باتیں ایسی ہیں کہ جن کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اچھے نیک صالح احمدی میں پائی جائیں۔ کجا یہ کہ وہ واقفینِ زندگی میں پائی جائیں لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ والدین نے پیش تو کر دیا۔ لیکن تربیت کی طرف توجہ نہ کی یا اتنی دیر کے بعد اُن کو وقف کا خیال آیا کہ اس وقت تربیت کا وقت باقی نہیں رہا تھا۔ بعض والدین سے تو یہ بھی پتہ چلا کہ انہوں نے اس وجہ سے بچہ وقف کیا تھا کہ عادتیں بگڑی ہوئی تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح تو ٹھیک نہیں ہوتا۔ وقف کر دو تو خود ہی جماعت سنبھالے گی اور ٹھیک کرے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ نو کے دور سے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ وہ بھی والدین کے لئے قابلِ التفات ہے۔ اسلئے وہ بھی ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہی مبارک الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں:۔

"بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنیوالی ہے اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے اور اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے اور پھر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے ہیں۔ اسلئے والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور جیسا کہ میں بیان کروں گا بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اور اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادِ طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ ارشادات سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے واقفینِ نو کے والدین کو بچے کی تربیت اس معیار پر کرنی چاہیئے کہ وہ وقفِ نو کی پنج ہزاری سپاہ میں داخل ہو کر اپنے لئے اور آپ کے لئے سرخروئی کا سامان پیدا کرے۔

موصیان کرام توجہ فرمائیں

جائیداد سے مُراد موصی کی مملوکہ وہ تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ہے جو مجلس کارپرداز کے نزدیک جائیداد متصوّر ہوتی ہو اور جو مجلس کارپرداز کے کسی ضابطہ کے تحت مستثنیٰ نہ کی گئی ہو۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

چندہ وقفِ جدید کی جمع شدہ رقوم جلد بھجوائیں

ناظم مال وقفِ جدید

خبریں

ملکی خبریں

○ پاکستان نے اقوامِ متحدہ پر زور دیا ہے کہ خلیج کے بحران سے پیدا ہونے والے خسارہ کو دور کرنے کیلئے اسے مزید دو ارب ڈالر دیئے جائیں۔ یہ درخواست اسلئے کی گئی ہے کہ زرِ مبادلہ کے ذخائر خطرناک حد تک کم ہو گئے ہیں۔ یہ درخواست سلامتی کونسل کے اس خصوصی گروپ کو دی گئی ہے جو خلیج کے تنازعہ سے متاثر ہونے والے ممالک کے مسائل کو مانیٹر کرتا ہے۔ بعض اور ممالک نے بھی ایسی درخواست دی ہے۔

○ سندھ کی صوبائی اسمبلی میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے کہ کراچی میں پولیس کو میئر کی تحویل میں دے دیا گیا ہے۔

○ پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد اگر اپریل ۱۹۹۱ء تک نہ ملی تو جب تک پاکستان کی دفاعی صلاحیتیں متاثر نہیں ہوں گی۔

○ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس جو ۱۸ دسمبر کو ہونے والا تھا اب ۸ جنوری کو منعقد ہو گا۔

○ وفاقی وزیر برائے امورِ کشمیر نے کہا ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت برطرف کرنے کی روایت نہیں اپنائیں گے۔

○ صوبائی وزیرِ تعلیم نے کہا ہے کہ نجی تعلیمی ادارے بھی اساتذہ کی تنخواہوں میں دو سو روپے اضافہ کے پابند ہیں۔

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 75/-
STERILITY COURSE
اٹھراء کورس ATHRA COURSE 80/-
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ فون ۴۷۱ / ۶۰۶ / ۶۰۷

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے اعلان کیا ہے کہ وہ مقبوضہ عرب علاقوں سے اسرائیل کی واپسی سے پہلے کویت سے اپنی فوجیں واپس نہیں بلائے گا عراق نے کہا ہے کہ اس کے وزیرِ خارجہ امریکہ جا کر صرف ہدایات حاصل نہیں کرنا چاہتے اقوامِ متحدہ کی جن قرار دادوں کو ہم سے تسلیم کروانا ہے ان کو ہم پہلے ہی مسترد کر چکے ہیں۔ عراق کی حکومت کے اس بیان کے بعد خلیج میں امن کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے۔

○ یورپی وزرائے خارجہ نے عراق کے وزیرِ خارجہ مسٹر طارق عزیز سے اپنی ملاقات منسوخ کر دی ہے۔

○ برما میں اپوزیشن پارٹیوں نے متوازی حکومت قائم کر دی ہے۔

○ برطانیہ کی مسلح افواج کے وزیر نے کہا ہے کہ اگر عراق اپنے موقف پر اسی سختی سے قائم رہا تو خلیج میں اس ہفتے جنگ چھڑ جانے کے بہت امکانات ہیں انہوں نے کہا کہ اقتصادی پابندیوں کے نتائج کا ایک سال تک انتظار کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ کثیر القومی افواج کو اتنا لمبا عرصہ خلیج میں نہیں رکھا جا سکتا

○ امریکہ کے صدر بش نے کہا ہے کہ ہم عراق کے ساتھ مذاکرات کے لئے اب بھی تیار ہیں اور یہ مذاکرات کسی تیسرے ملک میں بھی ہو سکتے ہیں لیکن عراق کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسے کویت کا ایک ایک انچ چھوڑنا ہو گا۔

○ عراق نے اپنے ریزرو فوجیوں کو بیرکوں میں پہنچنے کا حکم دے دیا ہے بیرونِ ملک مقیم عراقی فوجیوں کو بھی فوری طور پر عراق پہنچنے کو کہا گیا ہے۔